سفرنامہ بغداد............زیارتِ عتباتِ مقدسہ

.........یہ لوگ بغداد شریف کے ایک محلّہ میں ایک محفل ذکر میں شرکت کرنے جا رہے تھے چنانچہ میں بھی ہوٹل جانے کی بجائے ان کے ساتھ ہولیا۔بغداد شریف کا (موصل روڈ پر) ایک محلّہ یرموک ہے وہاں قادری سلسلہ کے بزرگوں کی ایک تکیہ گاہ ہے یہ لوگ سلسلہ کسترانیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔..................

وہاں پہنچے تو دیکھا کہ نوجوانوں کا ایک ہجوم حالتِ قیام میں دف پر زور زور سے ذکر کررہا ہے۔سب عراقی ہیں اور بڑے زوروشور سے سر مار مار کر ذکر کرنے میں مدہوش ہیں۔ایسے ہی ذکر کا ایک منظر ہم نے مصر میں جامع الحسین کے پاس دیکھا تھا،اس وقت مجھے قدرے تعجب ہوا کیونکہ وہ لوگ پہلو کے بل جھک جھک کر بھی ذکر کررہے تھے اور آگے کی سمت جھک جھک کر بھی، میں نے اس وقت وہاں ایک ذاکر سے اپنے تعجب کا اظہار کیا تو اس نے کہا.........اما قرأت فی القرآن (کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا).........**فاذکروا الله قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبکم**، (کہ اللہ کا ذکر کرو کھڑے ہو کر بھی بیٹھ کر بھی اور اپنے پہلوؤں پر بھی)...........فهذاهو قیاما و علی جنوبکم.........(پس یہ قیاما ہے اور علی جنوبکم ہے) یہ تو مصر (قاہرہ) کی بات تھی،ادھر عراق (بغداد) میں کوئی نصف گھنٹہ تک محفل ذکر جمی رہی اور برابر دف پر ذکر ہوتا رہا۔بعدازاں اس سلسلہ کے روحانی پیشوا سے ملاقات ہوئی جو عراقی تھے اور داڑھی کی قید سے آزاد.....................

رات ۹ بجے کے قریب ان دونوں پاکستانیوں نے مجھے واپس باب الشرقی میں ہوٹل کے پاس اتارا اور میں کچھ ضروری امور سے فارغ ہو کر کھانا کھانے نکل گیا۔اسی اثناء میں ایک شربت بیچنے والے کی دکان پر ایک مصری نوجوان عطاء بن محمد سے ملاقات ہوئی۔یہ داڑھی والے ہیں لیکن گفتگو سے اندازہ ہوا کہ رات والے...... داڑھی مون بزرگ...... اس بار ریچھ سے اچھے تھے ......عطاء بن محمد آل دبئ سے کوئی ایک گھنٹہ تک بات چیت ہوئی یہ اخوان المسلمین کے سرگرم رکن معلوم ہوتے ہیں۔مولانا مودودی کے مداح تھے اور شیخ مودودی کی تصنیفات سے متاثر نظر آتے ہیں۔ان کا پہلا سوال تھا آپ عراق کیوں آئے؟ اور جواب واضح تھا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

کی زیارت کو۔بس اسی سے مسئلہ نے طول کھینچا۔کوئی ایک گھنٹہ تک ان سے بحث لا حاصل ہوئی ان کا خیال تھا کہ ہم نے شرک اکبر کیا ہے اور اس کی تلافی تو اب توبہ سے بھی ممکن نہیں ....رات کے بارہ بجے تو میں وھاں سے اٹھا اور ہوٹل میں آ کر بستر پر دراز ہوگیا۔

آج بغداد شریف میں میرا چوتھا دن اور پہلا جمعہ تھا۔فجر کی نماز ہوٹل میں اپنے کمرے میں ادا کی کیونکہ جماعت غوث پاک کی مسجد میں پانچ بجے ہوتی ہے جبکہ آج میری آنکھ ساڑھے پانچ بجے کھلی۔نماز کے بعد دربار شریف پر حاضری دی اور پھر حضرت شیخ عمر المعروف شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضری دینے گیا۔شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار حضرت غوث پاک کے مزار کے شمال میں ہے۔شارع عمر مشہور روڈ ہے اور انہی عمر شہاب الدین سہروردی کے نام پر ہے اس روڈ پر رافدین بینک کے سامنے اتر کر مشرق کی طرف جائیں تو مقبرہ شیخ عمر مشہور ہے۔قبرستان کے بیچ میں حضرت کی مسجد اور روضہ مبارک ہے روضہ مبارک کی نشانی یہ ہے کہ یہ ایک مینار کی صورت کا قبہ (گنبد) ہے بالکل ویسا ہی جیسا کہ زبیدہ خاتون کی قبر پر ہے۔اور قبہ یعنی مینار کا جھکاؤ حضرت سلطان الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کی طرف ہے۔دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اتنا اونچا مینار نما قبہ کیسے احترام شیخ میں جھکا کھڑا ہے۔دربار کی ڈیوڑھی سے اندر داخل ہوا تو قبہ کے دروازے مقفل تھے۔کلید بردار باہر صدر دروازے پر موجود تھے مگر انہوں نے دروازہ نہیں کھولا۔بلکہ یہ کہہ کر ٹال دیا کہ چابی نقیب کے پاس ہے اور نقیب موجود نہیں حالانکہ وہ خود ہی کلید بردار امام مسجد اور مؤذن تھے۔باہر ہی تسلیمات عرض کیے۔شاید شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے مجھے دربار میں داخل نہ ہونے دینے کا آرڈر کلید بردار کو ہوا ہو۔یا شیخ کو پسند نہ ہو کہ میں اتنا بڑا گنہ گار شخص ان کے دربار اقدس میں داخل ہوں۔(واللہ اعلم بالصواب)۔بہر کیف میں ناکام ونامراد لوٹا۔بعد ازاں ہوٹل میں پہنچ کر غسل وغیرہ کیا اور جمعہ کے لیے تیاری کرکے ۱۱ بجے دوبارہ درگاہ پیران پیر پہنچا اور جمعہ کی نماز ادا کی۔جمعہ کا خطبہ بارہ بجے سے بارہ بجکر بیس منٹ تک تھا۔خطبے میں امام صاحب نے ایسی حالت میں جب قوم پر کوئی آفت آجائے تو تمام نمازوں میں قنوت نازلہ یا اس مصیبت کے دفع کرنے کی دعاء پڑھنے کی مشروعیت بیان کی۔اور انہوں نے بتایا کہ چونکہ اس وقت خمینی اور اس کا لاؤ لشکر اہل عراق پر مصیبت بن کر ٹوٹ پڑا ہے لہذا اس عذاب سے نجات کے لیے ہر نماز میں قنوت نازلہ یا دعاء پڑھی جاسکتی ہے۔امام صاحب آئندہ جمعہ میں میلاد شریف کی مشروعیت پر خطبہ دیں گے۔خطیب صاحب سفید ریش (حنفی

☆ ثواب کا دارومدار نیت پر ہے ☆

شرع کے مطابق)اور بڑے نورانی چہرہ والی شخصیت تھے عراقی ہیں۔ایک زمانہ میں یہ پاکستان آئے تھے اوران کی داڑھی نہیں تھی اس وقت ان کے حسن جمال سے متاثر ہوکر ہمارے ایک دوست نے کہا یہ توبالکل میم صاحب لگتے ہیں...... جمعہ کے بعد باب الشرجی سے ویگن میں بیٹھ کرمدائن نامی مقام کو روانہ ہوا۔یہ وہ جگہ ہے جہاں کبھی کسریٰ شہنشاہ فارس رہا کرتا تھا اس کا تاریخی محل اب بھی موجود ہے اوراس میں دراڑوں کے واضح نشانات صاف نظر آتے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ یہ وہی محل ہے جس میں حضور ختمی ﷺ کی ولادت کے وقت دراڑیں پڑگئی تھیں اوراس کے کنگرے گر گئے تھے۔(واللہ اعلم بالصواب) تاہم یہ پرانے زمانے کی پختہ اینٹوں کا بنا ہوا ہے۔ایک ڈاٹ اب بھی سلامت ہے اور چند دیواریں جن کی بلندی بیس تیس فٹ سے کم نہ ہوگی اب بھی دراڑوں سمیت جھکاؤ کے ساتھ موجو د ہیں یہاں ایک بہت بڑا باغ ہے جسے اب سلمان پارک کہا جاتا ہے۔قریب ہی حضرت سلمان فا رسی صحابی رسول صائب الرائے فی الخندق کا قبہ مبارک ہے اس قبہ میں آپ کی قبر شریف ہے اور آپ کے پائینتی کی طرف ایک الگ عمارت ہے اس میں دو کمرے ہیں اس عمارت کے دائیں طرف والے کمرے میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ صحابی رسول و امین سر رسول کا روضہ ہے اور با ئیں طرف والے کمرے میں دو قبریں ہیں اس کمرے کے دروازے کے ساتھ والی قبر حضرت عبدا للہ بن جابر الانصاری کی ہے جبکہ دوسری قبر حضرت امام زین العابدین کے صاحبزادے الامام طہٰ کی ہے ان کا نام ہے طاھر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب۔کچھ وقت یہاں گزارنے اور عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد واپس بغداد شریف آ گیا اور مغرب کی نماز اپنے کمرے میں ادا کرکے باہر نکلا۔کھانا باب الشیخ میں گیلانی مطعم میں کھایا جو حضرت کی مسجد کے محراب والی طرف واقع ہے ۔عشاء کی نماز ادا کی اور ۹ بجے رات تک حضرت کے دربار میں بیٹھا رہا۔یہاں فقیر محمد صاحب نے ہمارے شیخ و مرشد حضرت پیر غلام محی الدین عرف بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے کئی واقعات سنائے اوران کی سخاوت کا بہت ذکر کیا۔میں نے انہیں اپنی واپسی کے پروگرام سے مطلع کیا تو انہوں یہ مشورہ دیا کہ ۱۲ ربیع الاول (میلاد شریف) قریب ہے آپ تین چار روز اور رک جائیں اور ویزا کی تمدید کے لئے کوشش کریں..........

یکم نومبر ۱۹۸۶ء فجر کی نماز حضرت پیران پیر کی درگاہ میں پڑھی۔سلام کیا اور پھر باہر آ کر ناشتہ کرنے کے لیے اپنے ہوٹل کی طرف روانہ ہوا ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہوکر بغداد شریف میں شارع سعدون پر واقع (وزارت صحت کے برابر) اقامہ آفس آ گیا تا کہ چند یوم کا مزید ایکسٹنشن لے

سکوں۔مگر اقامہ آفس کا کلرک بڑی بدمزاجی سے پیش آیا اور اقامہ لگانے کے انکار کے ساتھ ساتھ گرجدار آواز میں کہا کہ تمہیں ہر صورت میں دس نومبر کو عراق سے چلے جانا چاہئے ورنہ ہر روز کا سو دینار جرمانہ ادا کرو گے۔ اقامہ آفس سے واپس ہوٹل آیا اور نجف اشرف جانے کی تیاری کی۔دس بجے علاوی گیراج سے (جو کہ بغداد شریف کے ریلوے اسٹیشن کے پاس ہے) نجف اشرف کی بس میں بیٹھا اور ایک دینار کرایہ ادا کیا۔دو گھنٹے میں بس نجف اشرف پہنچی۔نجف کے راستے میں المحمودیہ، بابل اور الکفل کے بعد کوفہ آتا ہے۔ ساڑھے بارہ بجے نجف اشرف میں پاسپورٹ آفس گیا تاکہ یہاں سے اقامہ لے سکوں مگر وھاں سے معلوم ہوا کہ اقامہ آفس نجف میں ہے ہی نہیں لہٰذا اس کیلئے کربلا میں اقامہ آفس سے رابطہ قائم کرنا ہوگا۔ واپس حضرت مولا علی شیر خدا﷜ کے روضے پر حاضر ہوا اور تسلیمات عرض کئے فاتحہ پڑھی اور پھر قریب ہی باب السلام نامی قبرستان گیا وھاں حضرت ھود و صالح علیہ السلام کے مقبرہ پر حاضری دی۔باب السلام قبرستان میں داخل ہوں تو چند قدم چلتے ہی دائیں ہاتھ پر ایک چھوٹا سا سبز رنگ کا گنبد ہے اسی گنبد میں ایک قبر ہے جس کے باہر لکھا ہوا ہے ''مقبرہ ھود و صالح،، یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ دونوں نبیوں کی ایک ہی قبر کیونکر ہے۔یہاں سے پھر کوفہ گیا۔کوفہ نجف سے کوئی آٹھ دس کلو میٹر پر ہے۔کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیل کے مزار پر حاضری دی۔ آپ کا مزار مسجد علی کے ساتھ ہی ایک الگ احاطے میں ہے سنہری گنبد۔گنبد کے اندر ایک مزار تو حضرت مسلم بن عقیل کا ہے اور کونے میں ایک اور مزار حضرت امیر مختار عبد الثقفی کا ہے۔اسی فصیل میں گنبد سے باہر ایک طرف حضرت ھانی بن عروۃ کا روضہ ہے۔جو ایک الگ گنبد میں ہے اور قبر ایک جالی میں ہے جالی کا نقشہ مقام ابراہیم والی جالی سے ملتا جلتا ہے۔مگر یہ بڑی ہے۔مسجد علی میں وہ محراب خوب سجایا گیا ہے جس میں حضرت علی کو شہید کیا گیا تھا۔اسی مسجد کے صحن میں بارہ مصلے ہیں،ان کی تاریخ کا کسی کو کوئی علم نہیں۔مسجد کے وسط میں وہ جگہ ظاہر کی گئی ہے اور بتائی جاتی ہے جہاں سے حضرت نوح علیہ السلام کی دعاء سے پانی کا چشمہ ابلا تھا اور جس نے سیلاب یا طوفان نوح کی ابتداء کی تھی۔بارہ مصلوں میں حضرت ابراہیم، حضرت نوح، حضرت جبریل و دیگر شخصیات کے نام مصلے منصوب ہیں۔ہر مقام مصلی پر ایک محراب بنا کر اس کے اندر کتبہ لگا دیا گیا ہے۔مسجد علی کے قبلہ کی طرف حضرت علی شیر خدا کا گھر بتایا جاتا ہے (یہاں میں نے (حضرت علی کے گھر میں) عصر کی نماز ادا کی جبکہ ظہر کی نماز نجف میں حضرت علی شیر خدا کے گنبد میں پڑھی تھی۔کوفہ میں حضرت علی کی مسجد کے دروازے کے سامنے ہی آپ کی ایک صاحبزادی حضرت خدیجہ بنت علی کا مزار ہے۔آپ کے گھر سے قبلہ رخ ہی کی طرف اگر

دیکھیں تو ایک گنبد نظر آتا ہے اس میں حضرت میثم تمارؒ کی مرقد ہے حضرت علی شیر خدا کے گھر میں ایک کنواں آج بھی موجود ہے اوراس سے پانی پلانے والے وھاں موجود رہتے ہیں۔میں نے بھی پانی پیا۔ یہ لوگ پانی پلانے کے بعد اجرت بھی طلب کرتے ہیں سووہ بھی ۴/۱ دینار یعنی ۲۵۰ فلس ادا کی ویسے تو یہ لوگ ایک دینار سے کم نہیں مانگتے۔حضرت میثم تمار کے مزار پر فاتحہ پڑھنے کے بعد کوفہ کی ایک اورقدیم مسجد،مسجدِ سھلہ دیکھنے گیا اسے مسجد جامع کوفہ بھی کہاجاتا ہے۔اس مسجد کے محراب میں ایک کتبہ آویزاں ہے،جس پرلکھا ہے کہ ''یہ حضرت امام مہدی کے غائب ہونے کی جگہ ہے،امام مہدی منتظر کو یہ لوگ حضرت امام ''صاحبِ زمان،، بھی کہتے ہیں۔نجف اورکوفہ میں اکثریت بلکہ ۱۰۰ فیصد آبادی اہل تشیع کی ہے اور پورے نجف اورکوفہ میں ایک مسجد بھی اہل سنت کی نہیں۔ میں چونکہ حضرت علی کے روضہ مبارک میں ظہر کی نمازاورحضرت علی کے گھر میں عصر کی نماز ھاتھ باندھ کراورحنفی طریقے پر پڑھ رہاتھااس لئے دونوں جگہوں کے لوگ مجھے گھورگھور کر دیکھ رہے تھے۔کسی سے کچھ پوچھوتووہ بے رخی سے جواب دیتااورکھاجانے والی نگاہوں سے میری طرف دیکھتاکوفہ کی مسجد سھلہ دیکھنے کے بعد واپس نجف اشرف گیااوروھاں سے بس پکڑکر کربلا کوروانہ ہوا۔تقریباڈیڑھ گھنٹے میں کربلا میں بس پہنچی۔ اسٹاپ پراتر کر دوسری ویگن پکڑی جو کہ حضرت امام عالی مقام کے دربار کو جانے والی تھی۔ یہاں عراق میں مختلف علاقوں کوجانے والی بسوں اورویگنوں کے مختلف اڈے ہیں۔ ہرشہر میں لوکل چلنے والی بسوں اورویگنوں کااڈاایک جگہ ہے تواس شہر سے دوسرے شہر جانے والی بسوں کااڈاکسی اورجگہ ہوتا ہے۔بس اسٹینڈ کو یہاں گیراج ''قیراج'' کہا جاتا ہے بسوں اورمنی بسوں کے کرائے بہت کم ہیں مثلا نجف سے کربلا تک صرف ۲۵۰ پیسے کرایہ ادا کیا۔ بغداد شریف سے نجف کا کرایہ ڈیڑھ دینار ہے۔ کربلاء میں ویگن کے ذریعہ حضرت امام عالی مقام کے دربار کے سامنے جاکراترا۔ بسوں اور ویگنوں والے اس جگہ کو جہاں یہ منی بسیں آکرٹھہرتی ہیں باب الحسین کہتے ہیں۔بس سے اترکرسیدھے حضرت سیدالشہداء امام عالی مقامؓ کے روضہ مبارک پر حاضر ہوا آپ کا روضہ شریف ایک بہت بڑی گول صورت فصیل کے اندر ہے اس خوبصورت فصیل کے اندرگنبداورمزارشریف والی عمارت ہے جوکافی بلند ہے۔بازاروں سے یہ جگہ نیچی ہے اس لیے باہر سے اندرجاتے وقت سیڑھیاں اترناپڑتا ہے آپ کے گنبد کارنگ سنہری ہے گنبد کے دونوں طرف دوسنہری گول مینار ہیں جبکہ ایک چھوٹامینارمین گیٹ (صدر دروازے) پر ہے۔امام عالی مقام کے روضہ اقدس کی اس پوری فصیل اورگنبدوالی جگہ کو''حرم حسین،، کہاجاتا ہے۔مین گیٹ قبلہ کی جانب ہے مین گیٹ سے داخل ہوں تو اندرقبلہ میں ایک بہت

☆من استعجال الشیء قبل اوانہ عوقب بحرمانہ☆

طویل وعریض جالی کا جنگلہ ہے جس کے اندر حضرت سید الشہداء حضرت امام علی اکبر وامام علی اصغر کے مزارات ہیں جالی سے دیکھنے سے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ اندر کتنی قبریں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ایک قبر مصر میں بھی حضرت امام عالی مقام سے منسوب ہے۔ اسی قبہ میں امام عالی مقام کی جالی کے سرہانے کی طرف ایک کونے میں گنج شہداء ہے جس میں کربلاء کے بہت سے شہید ایک ہی جگہ مدفون ہیں۔ قبہ میں (اصل قبہ) سے باہر لیکن اسی قبہ والی عمارت ہی کے اندر مین گیٹ سے بائیں طرف ایک الگ جالی میں حضرت حبیب بن مظاہرؓ کا مزار ہے جبکہ امام عالی مقام کے مشرق کی جانب شمالی کونے میں حضرت ابراہیم بن امام موسیٰ کاظم کا مزار ایک جالی میں ہے۔ قبہ حسینیہ کے مین گیٹ میں داخل ہوں تو بائیں جانب کے کونے میں ایک سیڑھی ہے اس کے اندر وہ جگہ ہے جہاں حضرت امام عالی مقام شہید کیے گئے یہ جگہ کچھ نیچی ہے۔ حضرت امام عالی مقام کے روضہ میں مغرب کی نماز قضاء ادا کی۔ روضہ شریف میں عورتوں کا ہجوم اور مرد، تو بس یوں سمجھیں کہ ہر بیس عورتوں پر ایک مرد۔ عورتوں نے اندر وہ تعفن پھیلا رکھا ہے کہ خدا کی پناہ۔ کس قدر احترام وادب کی جگہ اور اس غلیظ قوم نے اسے کتنا خراب کر رکھا ہے کہ اندر کہیں بھی بیٹھنے سے طبیعت گھبراتی ہے۔ جہاں کھڑے ہوں عورتوں کی لائی ہوئی غلاظت سے پاؤں چپ چپ کرنے لگتے ہیں۔ مگر کیا کیا جا سکتا ہے۔ یہاں سب اسی قبیل کے لوگ آتے جاتے جو کوئی دوسرا آتا ہے تو فاتحہ پڑھ کر روانہ ہو لیتا ہے مگر یہ لوگ ہیں کہ عورتیں اندر ہی کھا پی رہی ہیں اندر ہی لیٹی ہوئی ہیں۔ رونا آتا ہے دیکھ کر صفائی کا انتظام بالکل ناقص۔ یہی حال حضرت امام عالی مقام کے حرم کے باہر کے حصہ کا ہے کہ ہر طرف غلاظت ہی غلاظت ان لوگوں نے پھیلا رکھی ہے۔ نماز پڑھنے کے بعد پھر تسلیمات عرض کیے اور باہر آ کر حضرت عباس علمدارؓ کے روضہ کی طرف چل دیا دونوں روضوں کے درمیان کوئی دوسو گز کا فاصل ہو گا۔ حضرت امام عباس علمدارؓ کا روضہ مبارک بھی اسی طرح فصیل کے اندر گنبد اور گنبد کے اندر جالی میں ہے گنبد کا رنگ سنہری اور دو مینار سنہری گنبد کے دونوں اطراف پہریداروں کی طرح خوبصورت سنہری وردی پہنے کھڑے ہیں...... (جاری ہے)

نوٹ: ہمارے ایک قاری نے پچھلی قسط کے حوالہ سے تصحیح کی ہے کہ نہر زبیدہ طائف سے مکہ تک بنوائی گئی تھی.......... (واللہ اعلم بالصواب)